RAHAT-UL-QULOOB

Bi-Annual, Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN: (P) 2025-5021. (E) 2521-2869

Project of **RAHATULQULOOB RESEARCH ACADEMY,**

Jamiat road, Khiljiabad, near Pak-Turk School, link Spini road, Quetta, Pakistan.

Website: www.rahatulquloob.com

Approved by Higher Education Commission Pakistan

Indexing: » Australian Islamic Library, IRI (AIOU), Tahqeeqat, Asian Research Index, Crossref, Euro pub, MIAR, ISI, SIS.

TOPIC

گفتگو کا فن، اسلام کی روشنی میں

Communication skill in the light of Islam

AUTHOR

Raja Majid Moazzam, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Azad Jammu and Kashmir, Muzaffar Abad, Pakistan

Email: majid_arabia@hotmail.com

How to Cite: Raja Majid Moazzam. 2022. "URDU: گفتگو کا فن، اسلام کی روشنی میں: Communication Skill in the Light of Islam". *Rahat-Ul-Quloob* 6 (1), 79-92. https://doi.org/10.51411/rahat.6.1.2022/302.

URL: http://rahatulquloob.com/index.php/rahat/article/view/302

Vol. 6, No.1 || Jan–Jun 2022 || URDU-Page. 79-92

Published online: 01-01-2022

QR. Code

گفتگو کا فن، اسلام کی روشنی میں

Communication skill in the light of Islam

راجہ ماجد معظم

ABSTRACT

We generally have a low self-esteem. The West's industrial development does not even allow us to look at the achievements of our predecessors. When our products are sold back to us with international labels, they fulfill our trust. Similarly, when our own ideas come to us in Western garb, they become credible for us. Today's scientific world is conducting research on Communication skill. Many institutes dedicated to this work are offering new courses. But we find all these topics in the teachings of our Islam. Islam is a complete code of life and gives full guidance to its believers. The teachings of Islam on Communication skill are very clear. But it is important to make these teachings the subject of research and present them to today's world. In this regard, Communication skill has been made the subject of research in this article. It has been proved that the concept of Communication skill is the most important part of Islamic teachings.

Kay words: Communication skill, Islam, believers, scientific world, self-esteem.

دنیا میں کامیاب اور مؤثر زندگی کے لیے جو بنیادی فنون درکار ہیں، ان میں سے ایک "گفتگو کا فن" بھی ہے۔ اس فن کو تمام فنون کا بادشاہ بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ اس فن کے بغیر دنیا میں انسان ترقی نہیں کر سکتا۔ کامیاب ہونے کے لیے اس اس فن میں مہارت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ آج کی سائنسی دنیا فنِ گفتگو، مثبت سوچ اور تقریر کی مہارت جیسے موضوعات پر تحقیق کر رہی ہے اور اس کام کے لیے مختص ادارے نت نئے کورسز آفر کر رہے ہیں۔ ہم جب ان موضوعات پر تھوڑا سا غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ موضوعات ہمارے دینِ اسلام کی تعلیمات کا حصہ ہیں۔ اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اپنے ماننے والوں کی بھرپور راہنمائی کرتا ہے۔ فنِ گفتگو، مثبت سوچ اور تقریر کی مہارت جیسے موضوعات پر اسلام کی آفاقی تعلیمات بہت واضح ہیں۔ مگر ان تعلیمات کو تحقیق کا موضوع بنانا اور انھیں آج کی دنیا کے سامنے پیش کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اسی حوالے سے اس مقالہ میں فنِ گفتگو کو تحقیق کا موضوع بنایا گیا ہے اور اس فن کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کیا جائے گا۔

گفتگو کیا ہے؟

جب دو یا دو سے زائد افراد کسی جگہ بیٹھتے ہیں تو اسے ملاقات کہتے ہیں۔ جب ایک فرد بولتا ہے تو اسے کلام کہتے ہیں اور دوسرا سنتا ہے تو اسے سماعت کہتے ہیں۔ کلام اور سماعت کے عمل کو جب افراد بدلتے رہتے ہیں یعنی ایک فرد کلام کرتا ہے اور دوسرے سنتے ہیں اور پھر کوئی اور کلام کرتا ہے تو باقی افراد سنتے ہیں تو اس پورے عمل کو گفتگو کہتے ہیں۔ لیکن جب سب افراد ایک ساتھ کلام کر رہے ہوں یا خاموش ہوں تو یہ منظر عمومی طور طور پسند نہیں کیا جاتا۔ گفتگو ایک فن ہے اور باقی فنون کی طرح اسے بھی سیکھا جاسکتا ہے۔ عمومی طور پر انسان تین موضوعات پر گفتگو

کرتے ہیں۔ پہلا موضوع شخصیت ہوتی ہے، لوگوں کی اکثریت شخصیت پر گفتگو کرتی ہے۔ دوسرا موضوع واقعات اور حوادث ہوتے ہیں۔ بعض لوگ واقعات اور کہانیوں کے ذریعے اپنے مقصد کو دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔ تیسرا موضوع اصول اور نظریات ہوتے ہیں۔ اس موضوع پر بہت کم لوگ گفتگو کرتے ہیں۔ معاشرے کے دانشور، علماء، صوفیاء اور اہل علم اس موضوع پر زیادہ بولتے ہیں۔ گفتگو کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہئے کہ باہمی الفت، ہمدردی اور آپس میں میل جول پیدا ہو۔ اس بنیادی مقصد کے تحت اگر لوگ گفتگو کریں تو آپس میں رنجشیں اور ناخوشگواری کے امکانات کم ہوں گے۔

انسان کی گفتگو ریکارڈ کی جاتی ہے:

ایک انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے، اللہ تعالی کا فرشتہ فوری طور پر اسے نوٹ کر لیا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَـدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ۔[1]

ترجمہ: (انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر اس کے پاس نگہبان تیار ہے۔

جب آدمی اپنی زبان سے کوئی بات نکالتا ہے تو جو فرشتہ اس کی نگرانی پر مامور ہوتا ہے، وہ نہایت مستعدی سے اس کو ریکارڈ کر لیتا ہے۔ کوئی بات بھی ریکارڈ ہونے سے رہ نہیں جاتی۔ فرشتوں کا ایک ایک لفظ نوٹ کر لینا تو موجودہ دور کے انسان کے لیے تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں رہی جبکہ ٹیپ ریکارڈ جیسی مشینیں ایجاد ہو چکی ہیں بلکہ یہ ایجادیں قرآن کی صداقت کا تازہ ثبوت ہیں۔ اس آیت میں اقوال کو اور سورۂ انفطار میں افعال کو ثبت کرنے کی بات ارشاد ہوئی ہے:

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ. كِرَامًا كَاتِبِيْنَ. يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ-[2]

ترجمہ: تم پر نگراں مقرر ہیں۔ گرامی قدرت کاتب، جو تمہارے ہر فعل کو جانتے ہیں۔

اور سورۂ زلزال میں ارشاد ہوا ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔[3]

ترجمہ: تو جس نے ذرہ برابر بھلائی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی وہ اس کو بھی دیکھ لے گا۔

قرآن کے ان بیانات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہر شخص کے ہر قول، عمل اور اس کی تمام حرکات کو محفوظ کیا جا رہا ہے۔ قیامت کے دن وہ اپنے ہر ہر عمل کو خواہ کوئی نیکی ہو یا بدی اور خواہ وہ ذرہ برابر ہی کیوں نہ ہو، اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا۔ گویا دنیا میں ہر شخص کی پوری زندگی فلمائی جا رہی ہے اور قیامت کے دن وہ اپنی اس بولتی فلم کو دیکھ لے گا۔ اور یہ فلم انسان کی ایجاد کردہ فلم کے مقابلہ میں ایسی معیاری ہو گی کہ اس کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔ یہ حقیقت اگر آدمی کے پیش نظر رہے تو اس کی زندگی بڑی محتاط ہو جائے۔ وہ کوئی بات زبان سے نکالنے سے پہلے سوچے گا کہ اس پر گرفت تو نہیں ہو گی اور کسی کام کو کرنے سے پہلے اس کو یہ فکر ہو گی کہ اس کا شمار نیکی میں ہو گا یا بدی میں۔

گفتگو اچھے انداز سے ہونی چاہئے:

انسان کو ہمیشہ نرمی سے گفتگو کرنی چاہئے۔ مسکراتے ہوئے لہجے سے اور درمیانی آواز میں بولنا چاہئے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَاغۡضُضۡ مِنۡ صَوۡتِكَ، اِنَّ اَنۡكَرَ الۡاَصۡوَاتِ لَصَوۡتُ الۡحَمِيۡرِ۔[4]

ترجمہ: اور اپنی آواز پست کر، یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔

آواز آہستہ رکھنے سے مراد یہ نہیں ہے کہ انسان اتنا آہستہ بولے کہ سننے والے کو دقت پیش آئے، بلکہ مراد یہ ہے کہ جن کو سنانا مقصود ہے، ان تک تو آواز وضاحت کے ساتھ پہنچ جائے۔ لیکن اس سے زیادہ چیخ چیخ کر بولنا اسلامی آداب کے خلاف ہے، یہاں تک کہ کوئی شخص درس دے رہا ہو، یا وعظ کر رہا ہو تو اس کی آواز اتنی ہی بلند ہونی چاہئے جتنی اس کے مخاطبوں کو سننے سمجھنے کے لئے ضرورت ہے۔ اس سے زیادہ آواز بڑھانے کو بھی اس آیت کے تحت منع کیا گیا ہے۔ اس حکم پر خاص طور سے ان حضرات کو غور کرنے کی ضرورت ہے جو بلا ضرورت اسپیکر کا استعمال کر کے لوگوں کے لئے تکلیف کا باعث بنتے ہیں۔

اسلام میں ظاہر اور باطن دونوں کی اہمیت ہے اور دونوں ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اچھی خصلتیں جو انسان کے ظاہر (اعضاء و جوارح) سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً آواز میں پستی، غض بصر، میانہ روی وغیرہ۔ اس کے باطن میں اچھے جذبات کی پرورش اور اچھی کیفیات پیدا کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اور بری خصلتیں برے جذبات کو پختہ کرنے اور بری کیفیات پیدا کرنے کا سبب بن جاتی ہیں۔

بری باتوں سے گفتگو کو خراب نہ کریں:

کسی بھی معاشرے میں اخلاقی اقدار بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔ یہی اقدار انسانی معاشرے کی ترقی یا تنزلی کی بارے میں فیصلہ کرتی ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ جس معاشرے نے بھی اخلاقی اقدار کو اپنایا اسے اللہ تعالی نے دنیا میں قیادت کا منصب عطا کیا اور اس کے برعکس جس معاشرے نے بھی ان اقدار کو اہمیت نہ دی وہ بہت جلد تنزلی طرف گامزن ہو گئے۔ آپ ﷺ کا دین حسنِ اخلاق اور اعلی اخلاقی اقدار کا علم بردار ہے۔ ہمارے دین نے زبان اور گفتگو سے ہونے والی تمام اخلاقی برائیوں سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ (11) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ۔[5]

ترجمہ: اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو۔ ایمان کے بعد فسق برا نام ہے، اور جو توبہ نہ کریں وہی ظالم لوگ ہیں۔ اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم کسی کی غیبت کرو کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

ان دو آیتوں میں زبان کی آفات کو واضح کیا گیا ہے جو بالعموم ایک معاشرے میں لوگوں کے باہمی تعلقات کو خراب کرتی ہیں۔ ایک

دوسرے کی عزت پر حملہ، ایک دوسرے کی دل آزاری، ایک دوسرے سے بد گمانی، اور ایک دوسرے کے عیوب کا تجسس، در حقیقت یہی وہ اسباب ہیں جن سے آپس کی عداوتیں پیدا ہوتی ہیں اور پھر دوسرے اسباب کے ساتھ مل کر ان سے بڑے بڑے فتنے رونما ہوتے ہیں۔ اور یہی فتنے بعد میں معاشرتی تنزلی کا باعث بنتے ہیں۔

انصاف کی بات کہنا:

اسلام ہمیں ہمیشہ حق سچ اور انصاف کی بات کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى۔[6] اور جب تم بات کرو تو انصاف کرو گو وہ شخص قرابت دار ہی ہو۔

ایک مسلمان کی بات چیت کھری اور انصاف پر مبنی ہو۔ اس میں جانبداری نہیں ہونی چاہیے، چاہے قرابت داری ہی کا معاملہ کیوں نہ ہو۔ اور جب مقدمات کا فیصلہ کرے تو عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے، خواہ وہ شخص جس کو انصاف کی بات کہنے سے یا انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے سے نقصان پہنچ رہا ہے، اس کا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ ناانصافی کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ،وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا،اِعْدِلُوْا، هُوَاَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى،وَاتَّقُوا اللّٰهَ، اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ۔[7]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر خوب قائم رہنے والے، انصاف کے ساتھ گواہی دینے والے بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمھیں ہرگز اس بات کا مجرم نہ بنادے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

گفتگو اور خواتین:

خواتین کو اگر مردوں سے گفتگو کرنے کا اتفاق ہو، تو انہیں سیدھے اور کھرے لہجے میں بات کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔[8]

ترجمہ: پس نرم لہجے سے بات نہ کرو کہ جس کے دل میں روگ ہو وہ کوئی برا خیال کرے، اور ہاں قاعدے کے مطابق کلام کرو۔

ضرورت پیش آنے پر کسی مرد سے بات کرنے میں مضائقہ نہیں ہے، لیکن ایسے مواقع پر عورت کا لہجہ اور گفتگو کا انداز ایسا ہونا چاہیے، جس سے بات کرنے والے مرد کے دل میں کبھی یہ خیال تک نہ گزر سکے کہ اس عورت سے کوئی اور توقع بھی قائم کی جاسکتی ہے۔ اس کے لہجے میں کوئی لوچ نہ ہو، اس کی باتوں میں کوئی لگاوٹ نہ ہو، اس کی آواز میں دانستہ کوئی شیرینی گھلی ہوئی نہ ہو جو سننے والے مرد کے جذبات کو ابھار دے اور اسے آگے قدم بڑھانے کی ہمت دلائے۔ اس سے یہ اصولی بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام جب عورتوں کو مردوں سے لوچ دار زبان میں بات کرنے سے منع کرتا ہے تو وہ ان کے گانے کو کس طرح گوارا کر سکتا ہے؟ اس کی حرمت بالکل واضح ہے مگر موجودہ زمانے میں عورتوں کا گانا اور وہ بھی نہایت فحش انداز میں اتنا عام ہو گیا ہے کہ اس کے منکر ہونے کا تصور ہی نہیں رہا۔ اب مشکل ہی سے ایسے افراد ملیں گے جو اس کی حرمت کے پیش نظر اس کے سننے سے اجتناب کرتے ہوں۔

جاہلوں سے گفتگو:

جاہل لوگ جب فضول باتوں اور بحث مباحثوں میں الجھانا چاہیں تو انھیں سلام کر کے اپنی جان چھوڑالیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَي الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔[9]

ترجمہ: رحمان کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے۔

جاہل سے مراد ان پڑھ یا بے علم آدمی نہیں، بلکہ وہ شخص ہے جو جہالت پر اتر آئے اور کسی شریف آدمی سے بد تمیزی کا برتاؤ کرنے لگے۔ رحمان کے بندوں کا طریقہ یہ ہے کہ وہ گالی کا جواب گالی سے اور بہتان سے اور اسی طرح کی ہر بیہودگی کا جواب ویسی ہی بیہودگی سے نہیں دیتے، بلکہ جو ان کے ساتھ یہ رویہ اختیار کرتا ہے وہ اس کو سلام کر کے الگ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا:

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۡ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ ۡ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ۔[10]

ترجمہ: اور جب وہ کوئی بیہودہ بات سنتے ہیں تو اسے نظر انداز کر دیتے ہیں، کہتے ہیں بھائی ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لیے، سلام ہے تم کو، ہم جاہلوں کے منہ نہیں لگتے۔

جہالت پر اترنے والے شخص کو معاف کرنا چاہیئے اور بھلی بات کہنی چاہیئے۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ۔[11]

ترجمہ: آپ درگزر اختیار کریں، نیک کام کی تعلیم دیں، اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جائیں۔

بھلائی کی بات کریں:

ہمیشہ زبان سے اچھی بات نکالیں۔ کبھی بھی ایسی بات نہ کریں جسے دوسرے لوگوں کی دل آزاری ہو۔ قرآن میں ارشاد باری ہے:

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔[12]

ترجمہ: اور میرے بندوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بہت ہی اچھی بات منہ سے نکالا کریں۔

مؤمنین کو ہر حال میں خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے اور گفتگو میں کبھی ترشی اور تلخی نہ آنے دیں۔ اس طرح آپس میں بھی شیر و شکر بن کر رہیں اور مخالفین کے سامنے بھی بہتر اخلاق کا نمونہ پیش کریں۔ دین کے اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے مؤمنین کے سامنے بہت زیادہ رکاوٹیں ہیں۔ ان کے مخاطبین جہالت کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ان کے جاہلانہ اعتقادات نسلوں سے چلے آرہے ہیں۔ اسی طرح انہیں اپنے رسم و رواج، سیاسی و معاشی مفادات اور غیرت و حمیت کے جذبات بہت عزیز ہیں۔ انہیں اس سب کچھ کا دفاع کرنا ہے اور اس کے لیے وہ ہر طرح کی قربانیاں دینے کو تیار ہیں۔ ان حالات میں مؤمنین کو تحمل بردباری اور برداشت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اشتعال میں آکر اعلیٰ اخلاق کا دامن ہاتھ سے چھوڑ بیٹھیں۔ اللہ تعالی کو یہ بات پسند نہیں کہ آدمی اپنی زبان سے بری باتیں لوگوں کے سامنے بیان کرتا پھرے، جیسے گالی گلوچ، غیبت، چغل خوری، خوامخواہ کسی کو بد دعا دینا، بدزبانی اور فسق و فجور کے کلمات زبان پر لاتے رہنا۔ اس سے مستثنیٰ صرف

وہ شخص ہے جس پر ظلم ہوا ہو، اسے حق پہنچتا ہے کہ حاکم کے سامنے اپنی مظلومیت بیان کرے، یا ظلم کیلئے بد دعا کرے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَـہْرَ بِالسُّوْۗءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔[13]

ترجمہ: برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا مگر مظلوم کو اجازت ہے۔

شاعرانہ گفتگو:

اسلام نے ایسے تمام اشعار سننے اور لکھنے سے منع کیا ہے جس میں اللہ کی نافرمانی، بے حیائی اور انسانوں کی مذمت شامل ہو۔ ارشاد باری تعالی ہے: وَالشُّعَرَاۗءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ[14]۔ شاعروں کی پیروی وہ کرتے ہیں جو بہکے ہوئے ہوں۔

آیت مذکورہ کے شروع سے شعر و شاعری کی سخت مذمت اور اس کا عند اللہ مبغوض ہونا معلوم ہوتا ہے، مگر آخر سورت میں جو استثناء مذکور ہے اس سے ثابت ہوا کہ شعر مطلقاً برا نہیں۔ جس شعر میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی، اللہ کے ذکر سے روکنا، ناحق کسی انسان کی مذمت ہو، فحش کلام اور فواحش کے لئے محرک ہو تو وہ مذموم و مکروہ ہے۔ جو اشعار ان مکروہات سے پاک ہوں، ان کو اللہ تعالیٰ نے جائز قرار دیا ہے۔ بعض اشعار تو حکیمانہ مضامین اور وعظ و نصیحت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے اطاعت و ثواب میں داخل ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابی بن کعب کی روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً۔ بعض شعر حکمت ہوتے ہیں۔[15]

حکمت سے مراد سچی بات ہے جو حق کے مطابق ہو۔ جس شعر میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس کا ذکر، اسلام سے الفت کا بیان ہو، وہ شعر مرغوب و محمود ہے اور حدیث مذکور میں ایسا ہی شعر مراد ہے اور جس شعر میں جھوٹ اور فحش بیان ہو وہ مذموم ہے۔

فحش گوئی اور کثرتِ کلام نفاق کے شعبے ہیں:

ہمیشہ مختصر اور مقصد کی گفتگو کرنی چاہئے۔ بلاوجہ گفتگو کو طول دینا اور فحش گوئی کرنا نفاق کی علامت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حیاء اور کم گوئی ایمان کے دو شعبے ہیں۔ فحش گوئی اور زیادہ باتیں کرنا نفاق کے شعبے ہیں۔[16]

جب انسان زبان کی آفات سے بچنے کی کوشش کرتا ہے تو لازمی طور پر انسان کی شخصیت پر اس کے اثرات آئیں گے، یعنی یا تو انسان خاموش رہیں گے، ورنہ اچھی اور مفید گفتگو کریں گے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ خاموشی عالم کی زینت اور جاہل کی پردہ پوشی ہے۔ اگر ہم نبی اکرم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ فحش گوئی سے انتہائی دور تھے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو فحش گو تھے نہ بتکلف فحش گو بننے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو تم سب میں زیادہ خلیق ہو۔[17]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: بد شگونی کی کوئی حقیقت نہیں اور نیک شگون فال ہے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ نیک شگون کیا ہے؟ فرمایا: اچھی بات جسے تم میں سے کوئی سنے۔[18]

بعض بیان جادو ہوتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے بعض انسانوں کی گفتگو میں تاثیر رکھی ہوتی ہے۔ جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو دوسرا اس کے افکار سے متاثر ہو جاتا ہے۔

گفتگو میں تاثیر کے لیے ضروری ہے کہ انسان مخلص ہو۔ ایک مخلص اور اچھا انسان ہی بہترین گفتگو کر سکتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ دو شخص مشرق سے آئے اور انہوں نے تقریر کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بعض بیانوں میں جادو کی تاثیر ہوتی ہے۔[19]

مذاق میں جھوٹ سے بچنا:

جھوٹ منافقت کی علامت اور تمام فسادات کی جڑ ہے۔ یہی وجہ ہی کہ نبی اکرم ﷺ نے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک مذاق میں بھی جھوٹ بولنا چھوڑ نہ دے اور سچا ہونے کے باوجود جھگڑا ختم نہ کر دے۔[20]

ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کرنا:

دینِ اسلام اپنے ماننے والوں کو گفتگو کے آداب سیکھاتے ہوئے حکم دیتا ہے کہ ہمیشہ ٹھہر ٹھہر کر سلیقے اور وقار سے کے ساتھ گفتگو کرنی چاہیئے۔ جلدی اور تیزی نہیں کرنی چاہیئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ رسول اللہ ﷺ (اس طرح ٹھہر ٹھہر کر) بات کرتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا (حروف) کو گننا چاہتا تو گن لیتا۔[21]

زبان کی حفاظت:

ہمارِے معاشرے کا المیہ ہے کہ ہم روزانہ سیاسی، سماجی، معاشی اور دیگر قسم کی فضول گفتگو میں مصروف رہتے ہیں۔ اس انداز کی گفتگو سے انسانی وقت اور توانائی ضائع ہوتی ہے۔ بعض اوقات ایسی گفتگو جھگڑے اور فساد کا بھی باعث بنتی ہے۔ ہمارے دینِ نے زبان کی حفاظت کرنے والے شخص کو جنت کی ضمانت دی ہے۔ حدیث میں ارشاد ہے: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھے زبان اور شرم گاہ کی ضمانت دیتا ہے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔[22]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: اسے اپنے اوپر روک رکھو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا گفتگو کے بارے میں بھی ہمارا مواخذہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں تم پر روئے اے معاذ! کیا لوگوں کو دوزخ میں منہ یا نتھنوں کے بل زبان کے علاوہ بھی کوئی چیز گراتی ہے۔[23]

گفتگو کرتے ہوئے آواز پست رکھنا:

گفتگو کرتے وقت دوسرے فرد کی عمر، مرتبے اور اس سے تعلق کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ بڑی شخصیت کے ساتھ گفتگو میں اپنی آواز پست رکھنی چاہیئے۔ حضرت نعمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور اندر آنے کی اجازت طلب کرنے لگے۔ اسی دوران حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اونچی ہوتی ہوئی آواز ان کے کانوں میں پہنچی، اجازت ملنے پر جب وہ اندر داخل ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پکڑ لیا اور فرمایا: اسے بنت رومان! کیا تم نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی آواز بلند کرتی ہو؟ نبی کریم ﷺ نے درمیان میں آکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بچالیا۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے تو نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چھیڑتے ہوئے فرمانے لگے: دیکھا! میں نے تمہیں اس شخص سے کس طرح بچایا؟

تھوڑی دیر بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دوبارہ آئے اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہنسا رہے ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ اپنی صلح میں مجھے بھی شامل کر لیجئے جیسے اپنی لڑائی میں شامل کیا تھا۔[24]

راستہ پر بیٹھنے کا حق:

دین اسلام نے بہت باریک اور نازک چیزوں کی طرف بھی راہنمائی کی ہے۔ اگر دو فرد کسی مجبوری کی صورت میں راستے میں بیٹھ جاتے ہیں تو ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں، سلام کا جواب دیں اور اچھی گفتگو کریں۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم صحن میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا تمہیں کیا ہے کہ راستوں کے سر پر مجلسیں قائم کرتے ہو۔ سر راہ مجلس قائم کرنے سے پرہیز کرو۔ ہم نے عرض کیا ہم کسی نقصان کی غرض سے نہیں بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم نہیں مانتے تو راستہ کا حق آنکھیں نیچی کر کے اور سلام کا جواب دے کر اور اچھی گفتگو سے ادا کرو۔[25]

بے فائدہ گفتگو سے بچنا:

دین اسلام نے بے فائدہ اور فضول گفتگو کرنے سے منع کیا ہے۔ ایسی گفتگو سے نہ صرف وقت ضائع ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات انسان ایسی بات کر جاتا ہے جو اللہ کے ہاں سخت ناپسند ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضول گفتگو کو ناپسند کیا ہے۔ فرمان رسول اللہ ﷺ ہے: مغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزیں ناپسند فرمائی ہیں: ایک بے فائدہ گفتگو، دوسرے مال ضائع کرنا، اور تیسرے بہت مانگنا۔[26]

اچھی بات کہنا یا خاموش رہنا:

اچھی بات کہنا صدقہ ہے۔ اگر ایک انسان اچھی بات نہیں کرتا تو اسے چاہئے کہ وہ خاموش رہے۔ خاموشی عالم کی زینت اور جاہل کی پردہ پوشی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔[27]

حق بات کہنا:

اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ ہمیشہ حق بات کہنے، انصاف والی بات کرنے اور سچ کے ساتھ کھڑا رہنے کا حکم دیتے ہیں۔ ایک جابر حکمران کے سامنے حق بات کہنا جہادِ اکبر ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم جہاں بھی ہوں گے حق بات ہی کہیں گے، اللہ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ رکھیں گے۔[28]

نرم گوئی:

اسلامی فنِ گفتگو کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ گفتگو ہمیشہ نرمی، معقولیت اور دل جوئی والی ہونی چاہئے۔ کھری، بے لوث اور تکلیف دہ باتوں سے منع کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ برے لوگوں سے بھی نرمی سے بات کرتے تھے۔ حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی

کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک بالا خانہ ایسا بھی ہے جس کا ظاہر باطن سے اور باطن ظاہر سے نظر آتا ہے۔ یہ اللہ نے اس شخص کیلئے تیار کیا ہے جو لوگوں کو کھانا کھلائے، نرمی سے بات کرے، تسلسل کے ساتھ روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھے جب لوگ سو رہے ہوں۔[29]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ میں آپ ﷺ کے پاس تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قبیلہ کا یہ بیٹا (یا فرمایا) قبیلہ کا یہ بھائی کیا ہی برا ہے۔ پھر اسے اجازت دے دی اور اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ گفتگو کی۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ پہلے تو آپ نے اسے برا کہا اور پھر اس سے نرمی سے بات کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ بدترین شخص وہ ہے جسے اس کی فحش گوئی کی وجہ سے لوگوں نے چھوڑ دیا ہو۔[30]

گفتگو امانت ہے:

جب دو افراد آپس میں گفتگو کر رہے ہوتے ہیں تو جانے ان جانے میں بہت سے ذاتی راز بھی کھل جاتے ہیں۔ اب ان دونوں افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایک دوسرے کے رازوں کو افشانہ کریں بلکہ ان رازوں کو امانت سمجھ کر حفاظت کریں۔ حدیث میں ارشاد ہوتا ہے: جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی کوئی بات تم سے کرے، پھر ادھر ادھر غائب ہو جائے تو وہ بات امانت ہے۔[31]

تربت یداک یا ثکلتک اُمک جیسے الفاظ کا استعمال:

سیرت النبی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی گفتگو میں کبھی کبھی تربت یداک یا ثکلتک اُمک جیسے الفاظ بھی استعمال کرتے تھے۔ میرے خیال میں ایسے الفاظ کا استعمال نبی اکرم ﷺ کی اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ قربت، محبت اور شفقت کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شادی کے لئے عورت کی چار باتیں دیکھی جاتی ہیں، مال، نسب، خوبصورتی، دین۔ تجھے دیندار کو حاصل کرنا چاہئے۔ (تربت یداک) تو تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں گے۔[32]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا: اسے اپنے اوپر روک رکھو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا گفتگو کے بارے میں بھی ہمارا مواخذہ ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (ثکلتک اُمک) تمہاری ماں تم پر روئے اے معاذ! کیا لوگوں کو دوزخ میں منہ یا نتھنوں کے بل زبان کے علاوہ بھی کوئی چیز گراتی ہے۔[33]

گفتگو کے دوران سمجھانے کے لیے اشاروں کا استعمال:

سیرت النبی ﷺ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی گفتگو میں کوئی بات سمجھانے کی خاطر اپنے ہاتھوں سے اشارے بھی کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے تقوی کی جگہ سمجھانے کے لیے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کیا۔ اور ایک مرتبہ یتیم کی کفالت کا مرتبہ بیان کرتے ہوئے دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: تقوی یہاں ہے۔[34]

حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔ یہ کہہ کر نبی کریم ﷺ نے شہادت والی اور درمیانی انگلی میں کچھ فاصلہ رکھتے ہوئے اشارہ فرمایا۔[35]

گفتگو میں مزاح:

مؤمنین کا دل خوش کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ کبھی مزاح بھی فرمایا کرتے تھے، لیکن تحقیر و تمسخر آمیز، ناحق اور ناپسندیدہ بات آپ ﷺ کی کلام میں نظر نہیں آتی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ، آپ ہم سے خوش طبعی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں سچ کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔[36]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اے دو کانوں والے۔ ابو اسامہ نے فرمایا: آپ ﷺ نے اس طرح (ان الفاظ) کے ساتھ مزاح کیا۔[37]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے ملے جلے رہتے۔ یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے فرماتے: اے ابو عمیر تمہارے نغیر کو کیا ہوا۔ (نغیر ایک چھوٹا پرندہ ہے)۔[38]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سواری مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں اونٹنی کے بچے پر سوار کروں گا۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اونٹنی کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اونٹوں کو اونٹیوں کے علاوہ بھی کوئی جنتا ہے۔ (تمام اونٹ اونٹینوں کے بچے ہیں)۔[39]

سلام کرنا:

جب ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان سے ملاقات ہو تو اس سے اپنے تعلق اور مسرت کا اظہار کرنے کے لیے سلام کرے۔ سلام آپس میں باہمی الفت و محبت بڑھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک کہ ایمان نہیں لاؤ گے، اور پورے مومن نہیں بنو گے جب تک کہ آپس میں محبت نہیں کرو گے، کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جب تم اس پر عمل کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگ جاؤ گے۔ وہ یہ ہے کہ آپس میں ہر ایک آدمی کو سلام کیا کرو۔[40]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کس قسم کا اسلام بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کھانا کھلاؤ جس کو جانتے ہو اور جس کو نہ جانتے ہو (سب کو) سلام کرو۔[41]

حضرت رضی اللہ عنہ بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے۔ اور کہا کہ نبی ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔[42]

بات کو تین دفعہ دہرانا:

رسول خدا ﷺ کی گفتگو کی خصوصیت یہ تھی کہ آپ ﷺ بات کو اچھی طرح سمجھا دیتے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کوئی بات کہتے یا آپ ﷺ سے کوئی سوال ہوتا تھا تو تین مرتبہ دوہراتے تھے تاکہ سوال کرنے والا بہت اچھی طرح سے سمجھ جائے اور دوسرے لوگ حضور ﷺ کی گفتگو کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ حضرت ابو سلام حضور اکرم ﷺ کے ایک خادم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب کوئی حدیث بیان فرماتے تو اسے تین مرتبہ لوٹاتے۔[43] مراد یہ ہے کہ کوئی اہم حکم یا نصیحت ہوتی تو آپ ﷺ تین مرتبہ بیان فرماتے۔

مسکراہٹ:

رسول اللہ ﷺ بات کرتے وقت کشادہ روئی اور تبسم فرماتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔[44]

ظاہر ہے کہ کشادہ روئی سے باتیں کرنے سے ہر ایک کو اس بات کا موقع ملتا تھا کہ وہ آپ ﷺ کی عظمت سے مرعوب ہوئے بغیر اطمینان کے ساتھ آپ ﷺ سے گفتگو کرے، اپنے ضمیر کی آواز کو کھل کر بیان کرے اور اپنی حاجت و دل کی بات آپ ﷺ کے سامنے پیش کرے۔ سامنے والے کی بات کو آپ ﷺ کبھی کاٹتے نہیں تھے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی آپ ﷺ سے گفتگو شروع کرے اور آپ ﷺ پہلے ہی اسکو خاموش کر دیں۔

زیادہ باتیں کرنے والے کا انجام:

جو لوگ زیادہ باتیں کرتے ہیں اور بلا سوچے سمجھے بولتے رہتے ہیں، قیامت کے دن وہ نبی اکرم ﷺ سے بہت دور ہوں گے اور ایسے لوگ نبی اکرم ﷺ کے ناپسندیدہ ترین لوگ ہیں۔ حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ محبوب اور قریب بیٹھنے والے لوگ وہ ہیں جو بہترین اخلاق والے ہیں اور سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور دور رہنے والے لوگ وہ ہیں جو زیادہ باتیں کرنے والے، بلا سوچے سمجھے اور بلا احتیاط بولنے والے اور تکبر کرنے والے ہیں۔[45]

گفتگو میں نیکی کا حکم:

سب سے بہترین گفتگو وہ ہے جس میں نیکی کا حکم دیا جائے، برائی سے منع کیا جائے اور اللہ کا ذکر کیا جائے۔ اس کے علاوہ گفتگو کا کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا، نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: انسان کو اپنی گفتگو سے کوئی فائدہ نہیں جب تک کہ وہ نیکی کا حکم، برائی سے مخالفت اور اللہ کے ذکر پر مشتمل نہ ہو۔[46]

مومن اور گفتگو:

زبان کا سارے اخلاق پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ اس لئے مومنوں پر واجب ہے کہ وہ سخت زبانی نہ کرے۔ بُرے نام سے نہ پکارے اور نہ ہی کسی پر لعنت کرے۔ گالی گلوچ نہ دے کیونکہ یہ بد خلقی ہے جو انسان کے ایمان کو غارت کر دیتی ہے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طعن کرنے والا، کسی پر لعنت بھیجنے والا، فحش گوئی کرنے والا اور بد تمیزی کرنے والا مومن نہیں ہے۔[47]

خلاصہ بحث:

فنِ گفتگو، مثبت سوچ اور تقریر کی مہارت جیسے موضوعات پر اسلام کی آفاقی تعلیمات بہت واضح ہیں۔ مگر ان تعلیمات کو تحقیق کا موضوع بنانا اور انھیں آج کی دنیا کے سامنے پیش کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اسی حوالے سے اس مقالہ میں فنِ گفتگو کو تحقیق کا موضوع بنایا گیا ہے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں گفتگو کے فن کو بیان کیا گیا ہے۔ اسلام بے ہودہ اور بے حیائی والی گفتگو کو پسند نہیں کرتا۔ گفتگو میں نرمی، محبت، ٹھہراؤ، مسکراہٹ اور دل جوئی کو پسند کیا گیا ہے۔ ایک مسلمان کا عقیدہ ہے کہ اس کے تمام اقوال اور افعال اللہ کے ہاں ریکارڈ کیے جا رہے ہیں۔

اور تمام اقوال اور افعال کے بارے میں قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔ وہ تمام اخلاقی برائیاں جو زبان سے نکلتی ہیں وہ سب دین نے حرام قرار دی ہیں۔ غیبت، چغلی، جھوٹ، تمسخر، برے القابات وغیرہ حرام ہیں۔ جاہلوں سے الجھنے کے بجائے سلام کر کے الگ ہو جانے کا حکم ہے۔ زیادہ گفتگو کرنے سے بہتر خاموشی کو قرار دیا گیا ہے۔ ایک مومن کو اپنی زبان کی حفاظت کرنے، سلام کو پھیلانے، حق بات کہنے، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ گفتگو کے دوران مذاق میں جھوٹ بولنے سے منع کیا گیا ہے۔

حوالہ جات

---

[1] القرآن، سورہ ق50: 18

[2] القرآن، سورہ انفطار82: 10 12

[3] القرآن، سورہ زلزال99: 7 8

[4] القرآن، سورہ لقمان31: 19

[5] القرآن، سورہ الحجرات49: 11 12

[6] القرآن، سورہ انعام6: 152

[7] القرآن، سورہ مائدہ5: 8

[8] القرآن، سورہ احزاب33: 32

[9] القرآن، سورہ الفرقان25: 63

[10] القرآن، سورہ القصص28: 55

[11] القرآن، سورہ اعراف7: 199

[12] القرآن، سورہ الاسراء17: 53

[13] القرآن، سورہ النساء4: 148

[14] القرآن، سورہ الشعراء26: 224

[15] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، دارالسلام ریاض، 1417ھ، حدیث: 1098

[16] محمد بن عیسی، جامع ترمذی، دارالسلام ریاض، 1417ھ، حدیث: 2116

[17] بخاری، الجامع الصحیح، حدیث: 813

[18] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دارالسلام ریاض، 1417ھ، حدیث: 1301

[19] بخاری، الجامع الصحیح، حدیث134

[20] مسند احمد: حدیث1455

[21] بخاری، الجامع الصحیح، حدیث822

[22] جامع ترمذی: حدیث302

[23] جامع ترمذی: حدیث52

[24] مسند احمد: حدیث275

[25] صحیح مسلم، حدیث1150

[26] بخاری، الجامع الصحیح، حدیث1419

[27] بخاری، الجامع الصحیح، حدیث977

[28] صحیح مسلم، حدیث271

[29] مسند احمد: حدیث2905

[30] جامع ترمذی: حدیث2084

[31] ابو داؤد سلیمان ابن اشعث، سنن ابوداؤد، دارالسلام ریاض، 1417ھ، حدیث1464

[32] بخاری، الجامع الصحیح، حدیث82

[33] جامع ترمذی: حدیث524

[34] صحیح مسلم، حدیث2040

[35] مسند احمد: حدیث2828

[36] جامع ترمذی: حدیث2078

[37] جامع ترمذی: حدیث2079

[38] جامع ترمذی: حدیث2076

[39] جامع ترمذی: حدیث2080

[40] صحیح مسلم، حدیث196

[41] بخاری، الجامع الصحیح، حدیث11

[42] بخاری، الجامع الصحیح، حدیث1199

[43] ابو داؤد، حدیث260

[44] جامع ترمذی: حدیث1608

[45] جامع ترمذی: حدیث2107

[46] جامع ترمذی: حدیث307

[47] جامع ترمذی: حدیث2063